

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا مسیح الحق مدظلہ

ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبداللہ نعم حسانی

نائب مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدو خال**جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلة کے درسی افادات****باب ماجاء فی کظم الغیظ****غصہ پینے کا بیان**

○ حدثنا العباس بن محمد الدوري وغير واحد قالوا أنبأنا عبد الله بن يزيد المقرئ أخبرنا سعيد بن أبي أيوب - ثني أبو مرحوم عبد الرحيم بن ميمون عن سهل بن معاذ بن أنس الجهني عن أبيه عن النبي ﷺ قال: من كظم غيظاً وهو يستطيع أن ينفذه دعا الله يوم القيامة على رؤس الخلائق حتى يخيره في أي الحور شاء هذا حديث حسن غريب.

ترجمہ: حضرت سہیل بن معاذ بن انس جعنی اپنے باپ معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے غصہ پی لیا حالانکہ وہ اس کو جاری کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تمام مخلوقات کے رو برو بلائے گا۔ تاکہ اس کو اختیار دے دے کہ جو بھی خور اس کو پسند ہو لے لے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

توضیح و تشریح: کظم الغیظ:

کامتنی ہے غصہ پینا۔ کظم، تجرع کے معنی میں آتا ہے۔ یعنی گھونٹ گھونٹ کر پینا۔ مراد یہ ہے کہ جس سبب سے غصہ پیدا ہوا ہو اس سبب کو برداشت کرنا اور اس پر صبر کرنا۔ غصہ کو برداشت کرنے میں نفس امارہ بالسوء سے جہاد کرنا اور اس کو مغلوب کرنا ہے اس کی وجہ سے اس کی بڑی فضیلت اور بڑا اجر ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ آدمی پہلوان نہیں ہے جو لوگوں کو چٹ کرتا ہو پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ یعنی حقیت میں پہلوان وہ آدمی ہے جو جہاد بانفس کرے نفس کو مغلوب نہ کرے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔ اس حدیث میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ جو آدمی اپنا غصہ نافذ کر سکتا ہو اور غصہ کے مقتضی پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کے باوجود وہ غصہ پی لے اور صبر و تحمل کرے تو ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ اعزاز دے گا کہ تمام مخلوقات کے سامنے برسر عام اس کو بلائے گا۔ اور اس کو اختیار دے گا کہ جنت کی حور میں سے جو بھی پسند کرے لے لے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ بہترین بدلہ اور اجر و ثواب صرف غصہ پینے پر دیا جاتا ہے۔ تو جب اس کے ساتھ غرور و دگرز را اور احسان بھی ہو (جو کہ آیت کریمہ میں تینوں مذکور ہیں) تو پھر اس کا اجر و ثواب کیا ہوگا؟
غصہ برداشت کرنے کی تدبیریں:

احادیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ ﷺ نے غصہ برداشت کرنے کے لئے یہ تدبیریں سکھادی ہیں کہ غصہ کی آگ بجھانے کے لئے وضو کرے اور اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ اور بیٹھا ہو تو زمین پر لیٹ جائے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے۔ تو غصہ جاتا رہے گا۔

علامہ ابن القیمؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ تمام گناہ دو چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ غضب اور شہوت۔ اور قوت غضبی کی انتہا قتل ہے۔ اور قوت شہوانی کی انتہا زنا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ قتل اور زنا کو اکٹھے ذکر فرمایا۔
ولا یقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا یزنون (الایۃ) الفرقان۔ (زاد المعاد)

باب ماجاء فی إجلال الکبیر

بڑوں کے احترام کرنے کا بیان

○ حدثنا محمد بن المثنی أخبرنا یزید بن بیان العقیلی ثنی أبو الریحال الأنصاری عن أنس بن مالک قال: قال رسول الله ﷺ: ما أكرم شاب شیخا لمنه إلا قیض الله له من یکرمه عند سنه..... هذا حدیث غریب لانعرفه إلا من حدیث هذا الشیخ یزید بن بیان وأبو الرجال الأنصاری آخر۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی نوجوان کسی بوڑھے کا اکرام و احترام اس وجہ سے کرے کہ یہ بوڑھا اور عمر رسیدہ ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے کوئی ایسا آدمی (ساتھی) مقرر کرے گا جو اس کے بڑھا پے میں اس کا احترام کرے گا۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو اسی شیخ یزید بن بیان کے بغیر کسی دوسری طریق سے نہیں پہچانتے ہیں۔ اور ابوالرجال انصاری جو ہے یہ دوسرا راوی ہے۔

توضیح و تشریح: بڑوں کے ادب و احترام کو شریعت مقدسہ میں بہت اہمیت دی گئی ہے، ایک حدیث میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جو آدمی ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرتا ہو اور ہمارے بڑوں کا احترام کرنا نہ جانتا ہو تو وہ ہم میں سے نہیں۔ یعنی جو شخص مسلمان ہونے اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو چاہے کہ مسلمان بننے اتنی بننے کی صفات اپنے اندر پیدا کر دے۔ اور ان صفات میں سے ایک اہم صفت یہ ہے کہ مسلمان چھوٹوں پر شفقت کرے گا اور بڑوں کی تعظیم و احترام کرے گا۔ حدیث باب میں اس عمل پر نقد صلہ ملنے کی بشارت دی گئی ہے اور وہ یہ کہ جو بھی آدمی کسی بوڑھے کا صرف اس وجہ سے ادب و احترام کرے کہ وہ بوڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کے بڑھاپے کے دوران اس کے لئے ایسے خادم مقرر کر دے گا جو کہ اس بڑھاپے میں اس کی خدمت تعظیم و احترام کریں گے۔

سچ یہ ہے کہ من خدم خدام جس نے خدمت کی وہ مخدوم بنے گا۔

آنکہ خدمت کر دو مخدوم شد بے ادب از فضل رب محروم شد

تفسیر: اس کے بڑھاپے کی وجہ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ ویسے تو اپنے باپ کا اپنے شیخ و استاذ کا اور اپنے پیر و مرشد کا ادب و احترام تو عام طور پر لوگ کرتے ہیں یہ اپنی جگہ بہت ہی بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ لیکن ان تمام نسبتوں سے آزاد ہو کر صرف بڑھاپا بھی ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے ادب و احترام لازم ہو جاتا ہے۔ حدیث باب میں جو صلہ مذکور ہے یہ اس کے لئے ہے جو صرف بوڑھا ہونے کی وجہ سے کسی کا احترام کرے۔ یعنی ایک آدمی جو اس کا باپ نہیں، شیخ و استاذ بھی نہیں ہے پیر و مرشد بھی نہیں ہے کوئی خان، کوئی ملک، اور کوئی چوہدری بھی نہیں ہے لیکن یہ صرف اس کا بوڑھا اور سفید ریش ہونے کی وجہ سے اس کا اکرام و ادب کرے اور ضرورت میں اس کی خدمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس خدمت کرنے والے کے بڑھاپے میں اس کی خدمت کے لئے لوگ مقرر کرے گا جو اس کی خدمت تعظیم و ادب کریں گے۔ مثلاً گاڑی میں کوئی ضعیف اور بوڑھا شخص کے لئے جگہ نہ مل رہی ہو تو یہ اٹھ کر اپنی سیٹ پر اس کو بٹھا دے۔ اور خود کھڑا رہے۔ یا مسجد میں وہ جگہ کی تلاش میں ٹھوکریں کھا کر گھومتا ہو تو یہ خود کھڑا ہو کر دوسری جگہ چلا جائے اور اسے اپنی جگہ بٹھا دے تاکہ بوڑھے اور ضعیف کو تکلیف نہ ہو اس کو آخرت میں بھی بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا۔ اور دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اس عمل کے موافق بدلہ دے گا۔ اور اس کی ضغنی میں اس کے لئے خادم مقرر فرمائے گا۔ اس حدیث کی صداقت کو لوگ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ جو لوگ اپنے والدین، اساتذہ، بوڑھوں اور بزرگوں کا احترام کرتے ہوں تو ایسے لوگ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اس کی اولاد پوتے، پڑپوتے اور اس کے شاگرد اور دوست وغیرہ سب اس کے خادم بن جاتے ہیں۔ اور پوری وفاداری اور خلوص کے ساتھ اس کی خدمت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس پر ایسے مہربان بناتے ہیں کہ وہ اس کی خدمت کرنے کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں اور اس کے برعکس جو آدمی بڑوں کا ادب و احترام نہ کرتا ہو بڑوں کی خدمت نہ کرتا ہو بلکہ ان سے نفرت کرتا ہو تو

ایسے آدمی کا جب شباب و جوانی کے دن ختم ہو جاتے ہیں اور وہ بوڑھا ہو جاتا ہے تو لوگ بھی اسی سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس کو بالکل اچھوت سمجھ کر اس کے قریب تک نہیں آتے۔ بڑھاپے، ضعف اور کمزوری میں اس کی بری حالت ہو جاتی ہے اور بیوی، بچوں کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ اور عام لوگوں کی نفرت کا صدمہ اس پر مزید۔

سندی بحث: ابو الرحال الانصاری عن أنس بن مالك:

اس سند میں راوی ابو الرحال ہمارے ساتھ موجود نسخہ میں 'سند میں بھی اور آخر باب میں بھی دونوں جگہ جیم کے ساتھ ابو الرحال لکھا گیا ہے اور تحفہ لا حوزی کے نسخہ میں دونوں جگہ ابو الرحال 'راء کے فتح اور حاء مشدودہ کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اور ترمذی کے موجودہ نسخہ کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ سند ابو الرحال جیم کے ساتھ ہے اور آخر باب میں حاء (محملہ مشدودہ) کے ساتھ اور ساتھ لکھا ہے کہ اسی طرح میں نے دہلی کے نسخوں میں پایا ہے۔ اور عرب سے منقول ایک صحیح نسخہ میں اس کا برعکس (یعنی سند میں حاء محملہ مشدودہ کے ساتھ اور آخر باب میں جیم کے ساتھ) ہے اور اس میں دونوں پر صحت کی علامت موجود ہے۔ صاحب تحفہ لا حوزی نے اس پر کلام کیا ہے اور تین شواہد سے ثابت کیا ہے کہ عرب سے منقول نسخہ صحیح میں جو کچھ ذکر ہے وہی صحیح ہے یعنی سند ابو الرحال 'راء کے فتح اور حاء محملہ مشدودہ کے ساتھ ہے اور آخر باب 'راء کے کسرہ اور جیم مخفف کے ساتھ ہے اور سند میں مذکور راوی ابو الرحال انصاری بھری ہیں ان کا نام محمد بن خالد یا خالد بن محمد ہے اور ابو الرحال 'راء کے کسرہ اور جیم مخفف کے ساتھ ہے ان کا نام محمد بن حارثہ انصاری ہے اور ان کی کنیت دراصل ابو عبد الرحمن ہے اور ابو الرحال کی کنیت سے مشہور ہے لیکن یہ ان کا لقب ہے کنیت نہیں ہے۔

باب ماجاء فی المتہاجرین

○ حدثنا قتية أخبرنا عبد العزيز بن محمد عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: تفتح أبواب الجنة يوم الاثنين والخميس فيغفر فيه لمن لا يشرك بالله إلا المتهاجرين يقول: ردو الهذين حتى يصطلحا. هذا حديث حسن صحيح - ويروى في بعض الحديث ذر واهذين حتى يصطلحا ومعنى قوله "المتهاجرين" يعني المتصارعين وهذا مثل ما روى عن النبي ﷺ قال: لا يحل للمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاثة أيام.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ان دو دنوں میں ہر مسلمان ہر مسلمان سے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ

کرتا ہو بغیر ان دواؤں کے جن دونوں کے درمیان قطع تعلق ہو تو فرماتا ہے کہ ان دونوں کو واپس کر دو یہاں تک کہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بعض حدیث میں اس طرح روایت کی جاتی ہے۔ ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔ اور المتھاجرین (ایک دوسرے کو چھوڑنے والے) کا معنی ہے انحصار میں (یعنی قطع تعلق کرنے والے) اور یہ حدیث اس حدیث کی طرح ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی (مسلمان) کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔
توضیح و تشریح:

پہلے ابواب میں گزر چکی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا حرام ہے۔ اور چونکہ غصہ و غضب انسانی فطرت میں موجود ہے گویا یہ اس کی ایک فطری کمزوری ہے۔ پس اس کی اس فطری کمزوری کی رعایت کی وجہ سے تین دن تک رخصت دی گئی ہے۔ لہذا تین دن تک بائیکاٹ پر گنہگار نہ ہوگا۔ پس اس حدیث باب میں جو یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو اس کو مغفرت ہوتی ہے مگر ان دواؤں کی مغفرت نہ ہوگی جن دونوں کے درمیان قطع تعلق ہو۔ تو یہ بھی اس پر محمول ہوگا کہ یہ قطع تعلق تین دن سے زیادہ تک جاری رہے۔ ایک صحیح حدیث میں یہ مضمون ذکر ہوا ہے کہ مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی (مسلمان) کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے، پس جس نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کیا اور (اس حالت میں) وہ مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

اور غالباً اسی کتبہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے امام ترمذیؒ نے آخر میں فرمایا کہ یہ حدیث بھی اس حدیث کی طرح ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی (مسلمان) کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔

تفتح ابواب الجنة:

جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت پیدا کی گئی ہے جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے اور بعض ایام اور بعض اوقات میں اللہ تعالیٰ عفو و درگزر اور اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دینے کے لئے اس کے دروازوں کو کھول دیتا ہے اور جنت کے دروازوں کو کھول دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی انعامات و احسانات کرنے کی علامت کے طور پر ہے۔

پیر اور جمعرات کی فضیلت : يوم الاثنين والخميس:

اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر خصوصی انعامات و نوازشات کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ رمضان

المبارک کامہینہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے اس میں بھی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے ان دو دنوں میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اللہ تعالیٰ کو پیش کیا جائے اور (اس حالت میں) میں روزہ دار ہوں“ عرض اعمال کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے کو شاید اس لئے پسند فرمایا کہ عرض اعمال کے دن تو معلوم ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس وقت اعمال پیش کئے جائیں گے کہ بندہ اس وقت عبادت میں مشغول رہے۔ اور روزہ ایک بہترین اور تبرک عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ابتداء سے انتہاء تک سارے دن پر محیط ہوتی ہے۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے اور باتیں کرنے، ہر حالت میں انسان اس عبادت میں مشغول رہتا ہے، پس جس وقت بھی عمل اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوگا، اس وقت صاحب عمل اللہ تعالیٰ کی ایک بہترین اور محبوب عبادت میں مشغول ہوگا جو کہ اللہ تعالیٰ مزید رحمت اور مزید احسانات و انعامات کا باعث ہوگا۔

الا المصلح احسن: یہ ہجر سے مأخوذ ہے اس کا معنی ہے چھوڑنا اور ترک تعلق کرنا۔ یعنی جن دوا دیوں نے دشمنی اور نفرت کی وجہ سے آپس میں سلام کلام چھوڑ دیا ہو۔ اور قطع تعلق کر دیا ہو ان دونوں کی مغفرت نہ ہوگی۔

يقول ردوا اھذین حتی یصطلحا: یعنی ان کے بارے میں یہ حکم صادر ہوتا ہے کہ ان دونوں کو ابھی واپس کر دیں یہاں تک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کر لیں۔ یعنی ان کے گناہوں کی مغفرت نہ ہوگی جب تک انہوں نے صلح نہ کر لی ہو۔

ردوا اھذین: ذروا اھذین۔ انظر واھذین مختلف الفاظ سے یہ جملہ روایات میں ذکر ہوا ہے سب کا حاصل ایک ہے۔ یعنی ان کے گناہوں کے بخنسنے کا معاملہ ابھی ملتوی کر دیں اور ان کو صلح کرنے تک ویسے ہی رہنے دیں۔ اس میں صلح کرنے کی ترغیب ہے اور بایکٹ کو برقرار رکھنے پر سخت وعید مذکور ہے اور وہ یہ کہ ایسے لوگوں کے گناہوں کی مغفرت نہ ہوگی۔ پس اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر خدا نخواستہ ایسی حالت میں موت آجائے تو اس قطع تعلق کا اور قطع تعلق کے دوران صادر ہونے والے تمام گناہوں کا جو اس کے کنبہوں پر رہے گا۔ اور ان گناہوں کی مغفرت نہ ہوگی اور یہ ایک مسلمان کیلئے سب سے زیادہ غم اور پریشانی کی بات ہے۔ لہذا گناہوں کی بھاری بوجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے ضروری بایکٹ کو ختم کرنے اور مصالحت کرنے میں جلدی کی جاوے۔

حدیث پاک میں ہے وخیرھما الذی یدء بالسلام۔ یعنی ان قطع تعلق کرنے والے دونوں میں سے زیادہ بہتر آدی وہ ہے جو کہ سلام میں باہل کرے۔